طاہر شادانی

آہ! پروفیسر حمید احمد خاں

پھر آج شہرِ تمنّا پہ غم کی یورش ہے
اُٹھا ہے بزمِ وطن سے یہ کون فخرِ زماں
یہ آج کون ہوا رہ سپارِ ملکِ عدم
فغاں بہ لب ہے فضا، کائنات گریہ کُناں

یہ کس کی موت نے چھینا دل و نظر کا سکوں
ہر آنکھ روتی ہے، ہر دل ہے سوگوار یہاں
نہ جانے خون ہوا کتنی آرزوؤں کا
اُٹھے ہیں آہ! جہاں سے حمید احمد خاں

بپا ہے محشرِ شیون فضائے گلشن میں
کہ آج "شیوۂ اہلِ نظر" کا ماتم ہے
جو کانِ فضل و ہُنر کا تھا گوہرِ یکتا
وطن میں آج اک ایسے بشر کا ماتم ہے

عروسِ علم کا اُس نے سہاگ لوٹا ہے
جفا طرازیٔ چرخِ ستم شعار نہ پوچھ
رُکے گا کیسے یہ طوفاں سرشکِ خونیں کا
تھمے گی کب، مرے اشکوں کی جوئبار نہ پوچھ

لنڈھائے بادۂ عرفاں کے جام جس نے سدا
وہ میرِ میکدۂ فکر و فن کہاں ہے آج
وہ تھا جو مشرق و مغرب کا امتزاجِ حسیں
وہ اپنی ذات میں اک انجمن کہاں ہے آج

وہ جس کی ذات تھی اک موجۂ نسیمِ بہار
کھلائے حکمت و دانش کے پھول جس نے سدا
وہ علم و فضل کا تھا ایک ابرِ گوہر بار
دلوں پہ نقش رہے گا ہمیشہ نام اُس کا

جو پاسباں تھا زبان و قلم کی عصمت کا
وہ تھا جو عظمتِ اخلاق کا حسیں پیکر
کبھی جھکی نہ سیاست کے در پہ جس کی جبیں
چلا گیا ہے دریغا، وہ آج زیرِ زمیں

وہ جانِ صدق و صفا، منبعِ خلوص و وفا
وہ ایک صاحبِ ایماں، عظیم دانشور
وقارِ اہلِ نظر، آبروئے دیدہ وراں
خزینہ حکمت و دانش کا عبقریِ زماں

وہ ایک پیکرِ رعنا تھا وضعداری کا
ادا شناسِ مروّت تھی جس کی خوئے کرم
وفورِ سوزِ محبّت سے تھا جو شعلہ بجاں
تھا جس کے سینے میں انسانیت کا دردِ نہاں
یہاں ابھی ہیں بہت صاحبانِ فضل و کمال
ادیبِ نکتہ ورو اہلِ نقد ہیں لاکھوں
ہزار گلشنِ حکمت کے ہیں گلِ خنداں
مگر نہیں کوئی ان میں حمید احمد خاں

چلو ندیم! کہ اس بارگاہِ عظمت میں
لحد پہ اُس کی، عقیدت کے پھول لے کے چلیں
خلوصِ قلب و نظر کا خراج پیش کریں
جو پیش کر نہ سکے کل، وہ آج پیش کریں

سلام پہنچے، مرے دیدہ ہائے تر کا اُسے
سلام اس پہ مرے جذبۂ محبّت کا
سلام اُس پہ، مری آہِ نیم شب کا سلام
سلام اُس پہ، مرے شوقِ جاں بلب کا سلام

دعا ہے طاہرِ ناشاد کی خدا کے حضور
ملاءِ اعلیٰ میں پائے وہ اک مقامِ حسیں
جوارِ رحمتِ حق میں اُسے ملے مامن
ہو اس کی روح کا مسکن بہارِ خلدِ بریں

○